سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۱۱۸

عَلاماتِ وِلایت

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اپنے ایمان کو تازہ رکھیں!
گھر بیٹھے دینی اور اصلاحی مجالس کی براہِ راست نشریات سنیں!
livemajlis
(www.khanqah.org)
اس کے علاوہ جب چاہیں عالم اسلام کے نامور روحانی بزرگ
عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
اور ان کے فرزند ارجمند
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم
کے اصلاحی بیانات بھی سنے جا سکتے ہیں۔
باخبر رہیں!
خانقاہ سے متعلق تازہ ترین اطلاعات اور اعلانات
اپنے موبائل پر فوراً وصول کریں!
@khanqahashrafia
F KHANQAHASHRAFIA لکھ کر
40404 پہ SMS بھیجیں۔

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۱۱۸

علاماتِ ولایت

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ

حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ازطرف

حضرت مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

مہتمم جامعہ اشرف المدارس و مہتمم خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے
بہ اُمیدِ نصیحت دوستو اس کی اشاعت ہے

محبت تیرا صدقہ ہے ثمر تیرے ہی نازوں کے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں۔

ضروری تفصیل

وعظ	:	علاماتِ ولایت
واعظ	:	عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
ترتیب و تصحیح	:	جناب سید عمران فیصل صاحب خلیفہ مُجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ
مقام وعظ	:	مکہ مکرمہ
تاریخ وعظ	:	۵ رمضان المبارک ۱۴۱۷ھ مطابق ۱۴ جنوری ۱۹۹۷ء
تاریخِ اشاعت	:	۱۶ محرم الحرام ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۰ نومبر ۲۰۱۴ء
زیرِ اہتمام	:	شعبہ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، کراچی
ناشر	:	کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک نمبر ۲، کراچی، پاکستان
تعداد	:	پانچ ہزار

ضروری اعلان

عنوانات

علاماتِ ولایت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْد

غذائے اولیاء کیا ہے؟

بعض لوگ نظر بازی یعنی آنکھوں کا زِنا بھی کرتے ہیں اور ولی اللہ بننے کا خواب بھی دیکھتے ہیں۔ یہ کیسا خواب ہے؟ اگر ولی اللہ بننا ہے تو غذائے اولیاء کھانی ہوگی، جیسی مخلوق ہو اُس کو ویسی غذا ملنی چاہئے، اگر انسان کو گدھے والی غذا یعنی بھوسہ کھلا دیا جائے تو وہ بچے گا؟ لٰہذا اگر ولی اللہ بننا چاہتے ہو تو غذائے اولیاء کھاؤ، غذائے فُسّاق کیوں کھاتے ہو؟ فاسقانہ غذا کھا کر صوفیانہ مقامات طے کرنا چاہتے ہو۔ اور غذائے اولیاء کیا ہے؟ گناہ چھوڑنے کا غم اُٹھانا۔ جیسے بد نظری نہیں کی یعنی کسی حسین سے نظر بچائی تو دل پر چوٹ لگی، زخم لگا۔

زخم حسرت ہزار کھائے ہیں
تب کہیں جاکے اُن کو پائے ہیں

ان حسینوں سے دل بچانے میں
ہم نے غم بھی بڑے اُٹھائے ہیں

یہ اخترؔ کے اشعار ہیں۔ اس زخم حسرت سے اور غم سے اللہ ملتا ہے، گناہ چھوڑنے کا یہ غم غذائے اولیاء ہے۔ عبادت تو دونوں کی غذا ہے یعنی اولیاء اللہ اور فاسقین دونوں عبادت کرتے ہیں، جو چیز بین الفساق اور بین الاولیاء مشترک ہو وہ اولیاء کی امتیازی غذا کیسے ہو سکتی ہے؟ جو غذا یعنی عبادت بین الفساق اور بین الاولیاء ہو جیسے حج و عمرہ اور ذکر و تلاوت یہ بین الفساق و بین الاولیاء غذا ہے، دونوں کی مشترکہ غذا ہے، لیکن اولیاء اللہ کی امتیازی غذا تقویٰ ہے جو فساق کو نصیب نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنْ اَوْلِیَآؤُہٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ[1] ہمارے ولی تو وہی

[1] الانفال:۳۴

ہیں جو گناہوں سے بچتے ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والا ان کا ولی بننے کا خواب کیسے دیکھ سکتا ہے؟ جو ابا کو ناراض کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں تو بڑا لائق بیٹا ہوں تو کیا لائق بیٹے ایسے ہی ہوتے ہیں؟ کسی سے غلطی تو ہو سکتی ہے، ہم یہ نہیں کہتے کہ ولی اللہ بالکل معصوم ہوتے ہیں، لیکن اگر کبھی خطا ہو جائے تو فوراً دو رکعات توبہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے اتنا روتے ہیں کہ وہ خطا سببِ عطا ہو جاتی ہے، اللہ کو رحم آنے لگتا ہے۔

قبولیتِ توبہ کی علامت

ایک صاحب نے پوچھا کہ توبہ کرتے وقت کتنا روئیں؟ کیا قبولیتِ توبہ کی کوئی علامت ہے؟ میں نے کہا کہ بالکل ہے، جب اشک بار آنکھوں سے زیادہ رو گے تو دل میں ٹھنڈک آجائے گی، یہی علامتِ قبولیتِ توبہ ہے، کیونکہ گناہ سے آگ لگتی ہے اور جب آگ بجھانے والی رحمت کا نزول ہو گیا تو دل میں ٹھنڈک آجائے گی بلکہ آواز آنے لگے گی کہ بس اب زیادہ نہ رو ورنہ بیمار ہو جاؤ گے، سر میں درد ہو جائے گا۔ اور جو آواز آئے گی اس میں حروف نہیں ہوں گے، اللہ تعالیٰ کی آواز حروف سے بے نیاز ہے۔ مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کو فرمایا تھا کہ ؎

اب نہ پہنچے اُن کو مجھ سے کوئی غم
اے میرے اشکِ ندامت! اب تو تھم

جب زیادہ رونا آئے تو دل میں ٹھنڈک آجاتی ہے، بس پھر زیادہ مت رو ورنہ بیمار پڑ جاؤ گے۔

حلاوتِ ایمانی پر حسنِ خاتمہ کا وعدہ

حکیم الامّت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا جملہ ہے کہ عبادت کی کثرت کم کرو اور اہل اللہ کی صحبت میں زیادہ رہو کیونکہ ابلیس نے عبادت بہت کی تھی مگر صحبتِ اہل اللہ سے محروم تھا، عبادت کی کثرت مردودیت سے حفاظت کی ضمانت نہیں ہے، اہل اللہ کے صحبت یافتہ لوگوں سے گناہ تو ہو سکتا ہے مگر دائرۂ اسلام سے خروج نہیں ہو سکتا۔ ملفوظات

حسن العزیز میں میں نے خود پڑھا ہے اور اس کی دلیل بخاری شریف کی یہ حدیث ہے:

مَنْ اَحَبَّ عَبْدًا لَا یُحِبُّہٗ اِلَّا لِلّٰہِ[۲]

جو اللہ والوں سے محبت کرتا ہے اس کے لیے حلاوتِ ایمانی کا وعدہ ہے۔ انسان کو شیخ سے سب سے زیادہ محبت ہوتی ہے لہٰذا حلاوتِ ایمانی کے بعد حسنِ خاتمہ کا وعدہ ہے۔ محدثِ عظیم ملا علی قاری مشکوٰۃ شریف کی شرح مرقاۃ میں لکھتے ہیں:

وَقَدْ وَرَدَ اَنَّ حَلَاوَۃَ الْاِیْمَانِ اِذَا دَخَلَتْ قَلْبًا لَا تَخْرُجُ مِنْہُ اَبَدًا فَفِیْہِ اِشَارَۃٌ اِلٰی بَشَارَۃِ حُسْنِ الْخَاتِمَۃِ[۳]

جب حلاوتِ ایمانی عطا ہوتی ہے پھر خدا اس کو واپس نہیں لیتا لہٰذا اس میں حسنِ خاتمہ کی بشارت موجود ہے۔ حلاوتِ ایمانی شاہی عطیہ ہے، شاہ کو غیرت آتی ہے کہ جو ہدیہ دے چکے اسے واپس کیا لیں، لہٰذا اللہ والوں کی محبت اور صحبت کو ایک لاکھ سال کی عبادت سے افضل سمجھئے۔ یہ بات میں اپنے سے بھی کہتا ہوں اور آپ سب سے بھی کہتا ہوں۔

صحبتِ شیخ کی فضیلت

مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب راوی ہیں کہ میرے والد مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حکیم الامّت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مفتی شفیع صاحب یہ جو شعر ہے ؎

یک زمانے صحبتے با اولیاء

بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

تو یہ شعر صحیح نہیں ہے، اس شعر میں اولیاء اللہ کی صحبت میں ایک گھڑی بیٹھنے کو سو سالہ بے ریا عبادت سے جو افضل قرار دیا گیا ہے یہ صحیح نہیں ہے، اصل میں یہ ہونا چاہیے تھا ؎

یک زمانے صحبتے با اولیاء

بہتر از لکھ سالہ طاعت بے ریا

۲؎ بخاری:۱/۷، باب من کرہ ان یعود فی الکفر الخ، قدیمی کتب خانہ

۳؎ مرقاۃ المفاتیح:۱/۴۷، کتاب الایمان، مکتبہ امدادیہ ملتان

یعنی اللہ والوں کی ایک گھڑی کی صحبت ایک لاکھ سال کی عبادت سے افضل ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو کس پیارے انداز سے سمجھایا کہ دیکھو ہر چیز منڈی سے مت خریدو کیونکہ منڈی میں باسی سیب بھی ملتا ہے جس پر داغ لگا ہوتا ہے لہٰذا سیب کے باغ میں جاؤ، اگر وہاں سیب نہ بھی خریدو گے تو سیب کی خوشبو تو سونگھتے رہو گے۔ اسی طرح اگر اللہ والوں کے پاس سو بھی جاؤ، خانقاہوں میں جاکر سو بھی جاؤ، تہجد بھی نہ پڑھو لیکن جب ان شاء اللہ آپ صبح اٹھیں گے تو رات کی رانی کے نیچے سونے والوں کی طرح تازہ دم اٹھیں گے حالانکہ جاگ نہیں رہے تھے، سو رہے تھے، جیسے بچے سوتے سوتے دودھ پیتے رہتے ہیں۔ اللہ والے سوتے ہوئے بھی معرفت کا دودھ پیتے رہتے ہیں۔

تہجد گذار بننے کا آسان طریقہ

تہجد کو میں آسان کرتا ہوں، بعض لوگ ایسے ہیں کہ اگر وہ تہجد میں اٹھ جائیں تو دن بھر دین کا کام نہیں کرسکتے۔ ڈھاکہ کے ایک محدث پچاس سال سے حدیث پڑھا رہے ہیں، انہوں نے کہا کہ میں اس شرط پر آپ سے بیعت ہوں گا کہ تہجد نہیں پڑھوں گا کیونکہ میں تہجد نہیں پڑھ سکتا، اگر تہجد کے وقت اٹھ جاؤں تو سارا دن حدیث پڑھانے کا کام نہیں کرسکتا۔ میں نے کہا تقویٰ کی بنیاد تہجد پر ہے ہی نہیں، آپ ولی اللہ تقویٰ سے بن جایئے لیکن آپ عشاء کے فرضوں کے بعد وتر سے پہلے دو رکعت تہجد کی نیت سے پڑھ لیجئے تو آپ تہجد گذار اٹھائے جائیں گے۔ اب مولوی جلدی تو مانتا نہیں لہٰذا انہوں نے بھی کہا کہ اس بات کی دلیل کیا ہے؟ میں نے کہا کہ دلیل سن لیجئے، آپ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کو مانتے ہو؟ کہا کہ ہاں بالکل مانتے ہیں، میں نے کہا کہ فتاوی شامی میں لکھا ہے:

كُلُّ مَا كَانَ بَعْدَ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ فَهُوَ مِنَ الَّيْلِ

جو عشاء کے فرضوں کے بعد دو چار رکعت نفل سونے سے
پہلے پڑھ لے اس کو تہجد نصیب ہوگئی۔

اس حدیث کی شرح میں علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَهٰذَا يُفِيْدُ اَنَّ هٰذِهِ السُّنَّةَ تُحْصُلُ بِالتَّنَفُّلِ بَعْدَ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ قَبْلَ النَّوْمِ [٤]

یعنی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تہجد کی یہ سنت عشاء کے بعد سونے سے پہلے نفل پڑھ لینے سے بھی حاصل ہوجاتی ہے۔ تو میں نے کہا کہ اب تو تہجد پڑھنے میں بہت آسانی ہوگئی۔ ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے لَيْسَ مِنَ الْكَامِلِيْنَ مَنْ لَّا يَقُوْمُ اللَّيْلَ وہ کامل نہیں ہوسکتا جو تہجد کی نماز نہیں پڑھتا۔ تو عشاء کے بعد دو رکعت نفل پڑھ لو ان شاء اللہ قیام الیل ادا ہوجائے گی۔ ہر کسی کے حالات مختلف ہوتے ہیں، کسی کی صحت ٹھیک نہیں رہتی، کسی کو سارا دن بہت محنت والا کام کرنا ہوتا ہے تو وہ عشاء کے فرائض کے بعد وتر سے پہلے دو چار رکعات نفل تہجد کی نیت سے ادا کرلیا کرے۔

محبتِ الٰہیہ کے سامنے سلاطین کے تخت و تاج ہیچ ہیں

میرا شعر ہے ؎

وہ شاہِ دوجہاں جس دل میں آئے
مزے دونوں جہاں سے بڑھ کے پائے

میں کہتا ہوں کہ اگر میری تقریر میں ساری دنیا کے سلاطین بھی آجائیں تو میں اپنا یہی ایک شعر سنادوں گا اور ان سے کہوں گا کہ کتنے الیکشن لڑوگے، ناکوں چنے چبا کر بڑی مشکل سے ایک ملک کی حکومت ملتی ہے پھر بھی سینکڑوں ممالک کی حکومت سے محروم رہتے ہو، لیکن اگر اللہ تعالیٰ کو دل میں لے آؤ تو دونوں جہاں سے بڑھ کر مزے پاجاؤ گے۔

وہ شاہِ دوجہاں جس دل میں آئے
مزے دونوں جہاں سے بڑھ کے پائے

اگر میری تقریر میں ساری دنیا کے سلاطین آجائیں تو ان شاء اللہ مجھے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ وہ میرے دردِ دل سے متاثر ہوکر عقلی طور پر بھی سمجھ جائیں گے کہ واقعی اس فقیر کے پاس کوئی چیز ہے جو یہ بادشاہوں کو للکارتا ہے اور لیلائے کائنات کو للکارتا ہے کہ تمہارے

[٤] ردالمختار: مطلب فی صلاۃ الیل ۲/۴۶۷، مطبوعۃ ریاض

نمکیات کیا ہیں، وہ خالقِ نمکیاتِ لیلائے کائنات جس کے دل میں آتا ہے تو تمہارا نمک اس کے آگے کیا بیچتا ہے؟ چند دن کے بعد تمہاری شکل بگڑ جاتی ہے اور مرنے کے بعد تمہاری لاشیں ایسی ہو جاتی ہیں کہ جن کو پیار کیا جارہا تھا اب اتنی بدبو آتی ہے کہ اس کی لاش پر کھڑے نہیں ہو سکتے، ذرا تین دن تک لیلاؤں کو دفن نہ کرو اور چوتھے دن ان کے پاس جاؤ پھر دیکھتے ہیں کہ تم ان کو کتنی غزل سناتے ہو اور ان کے لبوں کو پنکھڑی اک گلاب کی سی کہتے ہو۔ ارے زندگی کو ضائع نہ کرو، واللہ! اس شخص کی زندگی ضائع ہوتی ہے جو اللہ کو چھوڑ کر مرنے والوں پر مر رہا ہے۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ہی شعر کافی ہے ؎

ارے یہ کیا ظلم کر رہا ہے کہ مرنے والوں پہ مر رہا ہے
جو دم حسینوں کا بھر رہا ہے بلند ذوقِ نظر نہیں

مقاصدِ حیات اور وسائلِ حیات میں فرق

جب ہم دنیا سے جائیں تو ولی اللہ بن کر جائیں، مکان بنانا، کھانا پینا، کپڑے پہننا، شادی کرنا، بال بچوں کی تربیت کرنا یہ مقاصد میں سے نہیں ہے، یہ سب وسائلِ حیات ہیں، مقصدِ حیات صرف اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہے۔ اس کی دلیل قرآن پاک کی یہ آیت ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾[۵]

یعنی ہمارا مقصدِ پیدائش اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔ مفسرین نے لِیَعْبُدُوْنِ کی تفسیر لِیَعْرِفُوْنِ سے کی ہے یعنی اللہ نے ہم کو اس لیے پیدا کیا ہے تاکہ ہم اللہ کو پہچانیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لِیَعْبُدُوْنِ کیوں نازل فرمایا؟ لِیَعْرِفُوْنِ کیوں نہیں نازل فرمایا؟ اس کی تفسیر علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں کہ لِیَعْبُدُوْنِ سے مراد لِیَعْرِفُوْنِ ہے مگر لِیَعْبُدُوْنِ اس لئے نازل فرمایا کہ معرفت وہی مقبول ہوگی جو عبادات کے راستہ سے ہوگی۔[۶] اگر کوئی سمندر کے کنارے لنگوٹی باندھے ہوئے سٹہ کا نمبر بتارہا ہے، چرس پی رہا ہے اور اس کے ایجنٹ ہوٹلوں میں جاکر کہتے ہیں کہ سمندر پر جاؤ، اگر بابا گالی دے دے تو سمجھ لو

۵ الطور :۵۶

٦ روح المعانی:۲۷/۲۵،سورۃ الذاریات(۵٦)،مطبوعۃ بیروت

کام ہو جائے گا۔ تو یہ سب اس لِیَعۡبُدُوۡنِ سے نکل گئے۔

تقویٰ فی الحرم سبب ہو گا تقویٰ فی العجم کا

اگر ہم لوگ ایک عمل کرلیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ جملہ اعمال کی اصلاح کی توقع ہے اور اس شخص کے ولی اللہ ہو جانے کی بھی توقع ہے۔ ان شاء اللہ مدلل بیان کروں گا اور مختصر بھی۔ ہم لوگ اس وقت حرمِ مکہ میں ہیں، یہ بین الاقوامی شہر ہے، سارے عالم کے مسلمان مرد اور عورتیں حج کرنے آئے ہیں، یہاں صرف نظر کو بچالو، محض عدمِ قصدِ نظر سے آپ بد نظری سے نہیں بچیں گے، یعنی نہ تو بد نظری کرنے کی نیت ہے اور نہ ہی بد نظری سے بچنے کی نیت ہے تو اس نیت سے آپ بد نظری سے نہیں بچ سکیں گے، قصدِ عدمِ نظر ہونا چاہئے یعنی باہر نکلتے وقت یہ نیت ہونی چاہیے کہ ہرگز ہرگز بد نظری نہیں کریں گے، جیسے ایک ہے عدمِ قصدِ ایذا یعنی کسی کو تکلیف دینے کی نیت نہیں ہے اور ایک ہے قصدِ عدمِ ایذا ہے یعنی اس بات کی پکی نیت ہے کہ کسی کو تکلیف نہیں دیں گے تو دونوں میں فرق ہے، لہٰذا ارادہ کر کے چلو کہ ہمیں کہیں نظر نہیں ڈالنی کیونکہ حدیث پاک میں ہے:

زِنَا الۡعَیۡنِ النَّظَرُ[۷]

جو نظر کی حفاظت نہیں کرتا وہ نظر کا زانی ہے اور زانی اللہ کا ولی نہیں ہو سکتا۔ اور اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں غض بصر یعنی نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم فرمایا ہے، اس سے یہ معلوم ہوا کہ بد نظری کوئی مفید کام نہیں ہے۔ جیسے ماں باپ اپنے بچے کو کسی مفید کام سے نہیں روکتے لہٰذا اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کو بد نظری سے روکنا یہ خود دلیل ہے کہ ارحم الراحمین نے جو عورتوں سے نظر کی حفاظت کا حکم دیا ہے اور ان پر بری نظر ڈالنے سے منع کیا ہے تو ضرور اس میں ہمارا فائدہ ہے اور بد نظری میں نقصانات ہیں، حسینوں سے نظر بچانے سے مجاہدہ تو ہو گا، غم تو ہو گا مگر اس پر وعدہ کتنے بڑے انعام کا وعدہ ہے کہ حلاوتِ ایمانی ملے گی، کیونکہ حدیثِ پاک میں ہے یَجِدُ فِیۡ قَلۡبِہٖ حَلَاوَۃَ الۡاِیۡمَانِ علامہ ابن قیم جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بصارت کی مٹھاس لے کر بصیرت کی مٹھاس کا وعدہ کرلیا کہ اگر تم ہم پر بصارت

۷؎ صحیح البخاری: ۲/۹۲۲، ۹۲۳ (۶۲۴۵)، باب زنا الجوارح دون الفرج، کتب خانہ مظہری

فدا کر دو تو ہم تمہیں بصیرت عطا کریں گے یعنی قلب میں حلاوتِ ایمانی داخل کر دیں گے۔[۸] آنکھ بھی ہمارے قالب کا ایک جزو ہے اور قلب بھی ہمارے قالب کا ایک جزو ہے لیکن قلب بادشاہ ہے، اور نظر بچانے کی تکلیف دل اٹھاتا ہے اسی لیے اس پر اتنا بڑا انعام ہے یعنی حلاوتِ ایمانی کا وعدہ ہے، تہجد اور تلاوت پر حلاوتِ ایمانی کا وعدہ نہیں ہے مگر نظر بچانے پر حلاوتِ ایمانی کا وعدہ ہے کیونکہ نظر بچانے سے دل کو تکلیف ہوتی ہے اور دل جسم کا بادشاہ ہے اور بادشاہ کی مزدوری زیادہ ہونی چاہیے چونکہ یہاں دل کی محنت ہے، نظر بچانے کی محنت دل پر ہے، نظر بچانے سے دل تڑپ جاتا ہے، تو یہ دل کی محنت ہے اور دل بادشاہ ہے، بادشاہ جب مزدوری کرتا ہے تو اس کی مزدوری زیادہ ہونی چاہیے یا نہیں؟ حلاوتِ ایمانی قلب میں داخل ہوتی ہے اور قلب سارے جسم کو خون فراہم کرتا ہے اگر دل میٹھا ہے تو آنکھ بھی میٹھی ہے، کان بھی میٹھا ہے، سر سے پیر تک مٹھاس ہی مٹھاس ہے۔

دل گلستاں تھا تو ہر شے سے ٹپکتی تھی بہار
دل بیاباں ہو گیا عالم بیاباں ہو گیا

لہٰذا دونوں حرم میں نظر کی حفاظت کا اہتمام کریجئے، میں آپ سے دردِ دل سے کہتا ہوں کہ نظر کو بچاؤ ان شاء اللہ تقویٰ فی الحرم کے صدقہ میں ہم سب کو تقویٰ فی العجم بھی ملے گا۔ مدینہ شریف میں رہو یا یہاں مکہ مکرمہ میں رہو، جہاں بھی رہو تقویٰ فی الحرم کے صدقہ میں آپ ان شاء اللہ تقویٰ فی العجم پائیں گے۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کو رحم آئے گا کہ میرے بندہ نے میری میزبانی کا احترام کیا ہے۔

مہمان کی توہین کو میزبان کی توہین قرار دیا جاتا ہے

مہمان کا اکرام کرنا میزبان کا اکرام ہے اور مہمان کو بری نظر سے دیکھنا میزبان کی عظمت کی توہین ہے۔ اب دلیل بھی پیش کرتا ہوں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت اسرافیل، حضرت میکائیل اور حضرت جبرئیل علیہم السلام کو حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر عذاب نازل فرمانے کے لیے بھیجا اور یہ تینوں فرشتے خوبصورت لڑکوں کی شکل میں حضرت لوط علیہ

۸؎ الجواب الکافی لابن القیم الجوزی: ۱۶۴، فصل فی مداخل المعاصی

السلام کے گھر گئے تو ان کی قوم کے نالائق لوگ ان کے گھر آگئے اور کہا کہ ان لڑکوں کو ہمارے حوالے کر دیں۔ حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کے نالائقوں سے فرمایا:

قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ﴿٦٨﴾ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ ﴿٦٩﴾ [۹]

اے میری قوم! یہ لوگ میرے مہمان ہیں، مجھ کو رسوا نہ کرو، اللہ سے ڈرو۔

نبی نے اپنے مہمانوں کی رسوائی کو اپنی رسوائی فرمایا۔ قرآنِ پاک یہ اعلان کررہاہے کہ مہمان کی بے اکرامی کو میزبان اپنی فضیحت اور رسوائی سے تعبیر کررہاہے لہٰذا معلوم ہوا کہ مہمان کی توہین میزبان کی اہانت ہے، جو لوگ ان دونوں حرم میں سے کسی بھی حرم میں بد نظری کریں گے وہ حق تعالیٰ کی عظمت کے حقوق میں مجرم ہوں گے، ان پر جتنا بھی عذاب آجائے کم ہے۔

حلاوتِ ایمانی اور استکمالِ دین میں ربط

جب قلب میں حلاوتِ ایمانی آجائے گی تو آپ کو پورا دین مل جائے گا۔ اب اس کی دلیل بھی بتاتا ہوں۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مشکوٰۃ شریف کی شرح میں بیان کیا ہے کہ حفاظتِ نظر یا اللہ والوں کی محبت، دونوں پر حلاوتِ ایمانی کا وعدہ ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے مَنْ اَحَبَّ عَبْدًا لَا يُحِبُّهٗ اِلَّا لِلّٰهِ کہ جو اللہ کے لئے کسی سے محبت کرے گا تو اس کو حلاوتِ ایمانی ملے گی۔ اور اللہ کے لیے سب سے زیادہ محبت اللہ والوں ہی سے ہوتی ہے۔ ایک دوسری حدیث میں نظر کی حفاظت پر بھی حلاوتِ ایمانی کا وعدہ ہے۔

حلاوتِ ایمانی کے بعد پوری دین داری آجانے کا راز محدثِ عظیم شارح مشکوٰۃ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ یہ لکھتے ہیں کہ جب دل میں حلاوتِ ایمانی آتی ہے تو کچھ علاماتِ لازمہ پیدا ہوتی ہیں، جن کی وجہ سے ان شاء اللہ آدمی کی زندگی میں پورا دین آجائے گا کیونکہ نظر بچانا ہاتھی اٹھانا ہے، جو ہاتھی اٹھالے گا وہ بکری گائے بھی اٹھالے گا اور مرغی کو تو بغل میں دبالے گا۔

میں نے ایک جعلی پیر کا فرضی قصہ سنایا تھا کہ اس نے مریدوں کی آگہی کے لیے اپنے آستانہ کے باہر ایک بورڈ لگا رکھا تھا جس کا مضمون میں نے اپنے ایک شعر میں پیش کیا ہے کہ ؎

---

[۹] الحجر: ۶۸-۶۹

بغل میں تو اگر مرغا نہ لایا
برابر ہے کہ تو آیا نہ آیا

مگر یہ حال جعلی پیروں کا ہے، اللہ والے اس سے مستثنیٰ ہیں، اللہ والے تو اپنی جان و مال سب کچھ اللہ تعالیٰ پر فدا کرتے ہیں۔

بد نظری ایمان کی مٹھاس ختم کردیتی ہے

تو نظر بچانے سے اور اللہ والوں کی محبت سے حلاوتِ ایمانی عطا ہوتی ہے۔ ایک روایت کنز العمال کی ہے اور دوسری بخاری شریف کی ہے، نظر بچانے پر حلاوتِ ایمانی کا وعدہ کنز العمال کی روایت ہے۔ آج کل ڈاکٹر لوگ کہتے ہیں کہ انفیکشن سے بچو، انفیکشن یعنی زہریلا مادہ پیدا ہوگیا تو قے دست شروع ہوگئے، ہیضہ پھیل گیا، تو انفیکشن سے بچتے ہیں یا نہیں؟ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بذریعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگاہی دے دی کہ **اَلنَّظْرُ سَھْمٌ مِّنْ سِھَامِ اِبْلِیْسَ مَسْمُوْمٌ**[۱۰] دیکھو! نظر بازی ابلیس کے تیروں میں سے ایک تیر ہے، وہ بھی مسموم یعنی زہریلا تیر ہے، اس کے زہر سے ایمان میں انفیکشن ہوجائے گا، شیطان اللہ تعالیٰ کی صفتِ مُضل کا مظہرِ اتم ہے، تو اس کے تیر کا کیا حال ہوگا اور پھر سموم بھی ہے یعنی زہریلا ہے، اس کے زہر سے تمہارے ایمان میں انفیکشن یعنی زہریلا مادّہ پیدا ہوجائے گا پھر گناہوں کے قے دست شروع ہوجائیں گے۔ دیکھو! بد نظری کے بعد کتنے گناہ شروع ہوجاتے ہیں، یہاں تک کہ لوگوں کا خاتمہ خراب ہوگیا۔

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ایک شخص کسی لڑکے پر عاشق ہوگیا، جب وہ مرنے لگا اور اس کو کلمہ پڑھایا گیا تو بجائے کلمہ پڑھنے کے اس نے یہ شعر پڑھا ؎

رِضَاكَ اَشْھٰی اِلٰی فُؤَادِیْ
مِنْ رَّحْمَةِ الْخَالِقِ الْجَلِیْلِ

---

[۱۰] المستدرك للحاكم: ۳۴۹/۴ (۷۸۷۵)، كنز العمال: ۳۲۸/۵ (۱۳۰۶۸) الفرع فی مقدمات الزنا والخلوة، مؤسسة الرسالة

اے محبوب اور معشوق! تیرا خوش ہو جانا مجھے خالقِ جلیل کی رحمت سے زیادہ پسند ہے۔[۱۱]
معلوم ہوا کہ بد نظری سے عشق آیا اور عشق سے سوءِ خاتمہ ہوا۔

حلاوتِ ایمانی کی پانچ علامات

صرف ایک کام کرلو کہ نظر بچالو، ان شاء اللہ پورے دین دار بن جاؤ گے، سارا سلوک طے ہو جائے گا۔ اب اس کی دلیل پیش کرتا ہوں کیونکہ مولوی لوگ کسی دعویٰ کے بعد کہاں چھوڑتے ہیں۔ تو دلیل یہ ہے کہ حلاوتِ ایمانی کے بعد اس کو پانچ نعمتیں ضرور ملیں گی جس کو ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ محدثِ عظیم نے شرح مشکوٰۃ میں بیان کیا ہے، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے محدث تھے، ان کی قبر جنۃ المعلیٰ میں ہے۔ کَانَ مِنْ ھِرَاتْ ثُمَّ ھَاجَرَ اِلٰی مَکَّۃَ وَدُفِنَ بِجَنَّۃِ الْمُعَلّٰی وَاِذَا جَاءَ مَوْلَانَا عَبْدُالْحَیِّ فَرَنْغِیْ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ حَضَرَ عَلٰی قَبْرِہٖ ثُمَّ رَجَعَ اِلٰی لَکْنَوْ وَکَتَبَ فِیْ کِتَابِہٖ قَدْ زُرْتُ قَبْرَ مُلَّا عَلِیْ قَارِیْ فِیْ جَنَّۃِ الْمُعَلّٰی بِمَکَّۃَ وَالْحَمْدُ لِلہِ تَعَالٰی عَلٰی ذَالِکَ (ملا علی قاری کا تعلق ہرات سے تھا، پھر انہوں نے مکۃ مکرمۃ ہجرت فرمائی، حضرت مولانا عبدالحی فرنگی رحمۃ اللہ علیہ ان کی قبر پر حاضر ہوئے اور جب لکھنؤ واپس گئے تو انہوں نے اپنی کتاب میں لکھا کہ میں نے مکہ مکرمہ کے قبرستان جنۃ المعلیٰ میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی زیارت کی جسے میں اپنی سعادت سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ مرتب)

تو ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جب ان دو اعمال سے یعنی نظر بچانے سے اور اللہ والوں کی محبت سے حلاوتِ ایمان عطا ہو گی تو حلاوتِ ایمانی کی برکت سے پانچ نعمتیں ملیں گی۔ جو نظر بچائے گا اللہ تعالیٰ اس کو پانچ نعمتیں دیں گے اور یہاں حرم میں زیادہ دیں گے، اپنے ملکوں میں تو دس گُنا ملے گا اور یہاں ایک لاکھ گُنا ملے گا۔ اب حلاوتِ ایمانی کی پانچ علامتیں سن لیں، ان کی عربی عبارت بھی پڑھوں گا اور ترجمہ بھی کروں گا۔

[۱۱] الجواب الکافی لابن القیم الجوزی

حلاوتِ ایمانی کی پہلی علامت

اِسۡتِلۡذَاذُ الطَّاعَاتِ اس کو عبادت میں مزا آنے لگے گا۔ آہ! پھر اس کا سجدہ کیسا ہوگا۔ اس کو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

لیکِ ذوقِ سجدۂ پیشِ خدا
خوشتر آید از دو صد ملکت ترا

اللہ والوں کو خدائے تعالیٰ کے سامنے ایک سجدہ میں دو سو سلطنتوں سے زیادہ مزا آتا ہے، بلکہ یہ دو سو بھی کم بیان کیا، میں تو کہتا ہوں سارے عالم کے سلاطین اس کے سامنے کچھ نہیں ہیں، اللہ والوں کو ایک سجدہ میں وہ مزا آتا ہے کہ سارے عالم کے سلاطین اس کا تصور بھی نہیں کرسکتے۔ مولانا نے تو قافیہ کی مجبوری کی وجہ سے دو صد کہا ہے۔ نظر کی حفاظت سے، نظر بازی سے سوائے دل کو جلانے، تڑپانے، ستانے، رات بھر نیند حرام کرنے، اپنی بیوی کی ناشکری کرنے اور اس کے ساتھ لڑائی کرنے کے اور کیا ملتا ہے؟ اور ایسے لوگوں پر لعنت برستی ہے، مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ وَالۡمَنۡظُوۡرَ اِلَیۡہِ[۱۲] اے خدا! لعنت فرما اس پر جو اپنی بیوی کے سوا اِدھر اُدھر نظر مارتا پھرتا ہے اور اس عورت پر بھی لعنت فرما جو نامحرم مرد کے سامنے اپنے کو دِکھاتی ہے، غرض جتنی بھی نظر حرام ہے سب اس میں داخل ہے لٰہذا دوستو! اللہ کے نبی کی بددعا سے ڈرو، اللہ کے نبی کی بددعا سے ڈرو، اللہ کے نبی کی بددعا سے ڈرو۔ اور لعنت کے معنٰی کیا ہیں؟ اَلۡبُعۡدُ عَنۡ رَّحۡمَۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی شَانُہٗ اللہ کی رحمت سے دوری۔ مردہ لاشوں کے لئے اپنے کو اللہ کی رحمت سے دور کرنا کون سی عقلمندی ہے؟

جب عراق پر حملہ ہوا تھا تو دس ہزار جوان لڑکوں اور جوان لڑکیوں کی لاشیں اتنی سڑ گئی تھیں کہ اخباری رپورٹر قریب نہیں جاسکے، جو گئے بے ہوش ہوگئے، پھر ان کے لئے ڈاکٹر بلانا پڑا، تو ایسی مرنے والی، سڑنے والی لاشوں کے لئے کیوں لاشے ہوتے ہو؟ وہ بھی لاشئ ہیں اور تم بھی لاشئ ہو، کیا لاش لاش میں میل ملاقاتیں کرتے ہو، اگر ان کی حقیقت دیکھنی ہے

---

[۱۲] مشکوۃ المصابیح: ۲۷۰/۱، باب النظر الی المخطوبۃ وبیان العورات، قدیمی کتب خانہ

تو قبرستان میں جا کر دیکھو کہ لیلیٰ کے جسم کا کیا حال ہے، لہٰذا نمکیاتِ لیلائے کائنات کو چھوڑ دو۔ میرا جملہ ذرا غور سے سننا، لکھنؤ والے بھی غور سے سنیں کہ نمکیاتِ لیلائے کائنات پر مت مرو، خالقِ مولائے کائنات جو خالقِ نمکیاتِ لیلائے کائنات ہے اس پر جان دو، ان شاء اللہ سارے عالم کی لیلاؤں سے دل بے نیاز ہو جائے گا۔

تو حلاوتِ ایمانی کی پہلی علامت ہے اِسْتِلْذَاذُ الطَّاعَاتِ اللہ کی عبادت میں مزا آنا شروع ہو جائے گا اور جب عبادت مزے دار ہو گی، سجدہ مزے دار ہو گا، تلاوت مزے دار ہو گی، طواف مزے دار ہو گا تو عطائے خواجگی کے صدقہ میں ادائے بندگی میں لطف ہی لطف آئے گا۔

حلاوتِ ایمانی کی دوسری علامت

اِیْثَارُهَا عَلَى الشَّهَوَاتِ الْمُسْتَلَذَّاتِ پھر بندہ اللہ کی فرماں برداری کو آگے رکھتا ہے اور نافرمانی کو پیچھے کر دیتا ہے، اگر حرام خوشی ہے تو اپنی خوشی پر اللہ کی خوشی کو ہر وقت ترجیح دیتا ہے، جیسے اگر جی چاہا کہ مرنڈا پی لوں تو مرنڈا پینا جائز ہے، لیکن اگر جی چاہا کہ فلانی عورت کو دیکھ لوں یا فلانے لڑکے کو دیکھ لو، تو یہ ناجائز ہے لہٰذا جب ہماری خوشی میں اور اللہ تعالیٰ کی خوشی میں تضاد ہو تو اپنی خوشی کو خوشی خوشی آگ لگا دو۔ الٰہ آباد کے مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

خوشی کو آگ لگا دی خوشی خوشی ہم نے

جس خوشی سے اللہ ناخوش ہوں ایسی خوشی کو آگ لگا دو، جس اللہ نے آنکھیں دیں اسی پر آنکھ کو فدا کرو، جس خدا نے آنکھیں دیں اور اس میں روشنی رکھی اس روشنی کو اسی پر فدا کر دو۔ اب اگر کوئی کہے کہ بد نظری کیوں حرام ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کا انجام بہت برا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ لیا نہ دیا صرف دیکھ لیا پھر مولوی لوگ کیوں شور مچا رہے ہیں؟ لیکن اس بارے میں میرا ایک شعر سنو کیونکہ بد نظری کی آخری منزل گناہ ہے، اس پر اخترؔ کا شعر ہے ؎

عشقِ بتاں کی منزلیں ختم ہیں سب گناہ پر
جس کی ہو ابتدا غلط کیسے صحیح ہو انتہا

تو حلاوتِ ایمانی کی علامت نمبر دو ہے اِیْثَارُهَا عَلَى الشَّهَوَاتِ الْمُسْتَلَذَّاتِ بندہ ساری دنیا کے مزوں کو اللہ تعالیٰ کے لئے چھوڑ دیتا ہے۔ اللہ نے جتنا حلال دیا، اس پر راضی رہو۔ اور اگر کسی کو حلال نہ ملے مثلاً بیوی مر گئی یا شادی نہیں ہوئی تو وہ کیا کرے؟ اس پر میرا شعر نوٹ کرلینا۔

جب نہیں دی مجھے حلال کی مے
کیوں پیوں چھپ کے میں حرام کی مے

جب اللہ تعالیٰ نے حلال کی شراب نہیں دی تو حرام کی شراب مت پیو، اگر کوئی کہے کہ گذارا کیسے ہو گا؟ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَلَيْسَ اللهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ،[۱۳] کیا اللہ تمہارے لئے کافی نہیں ہے۔ اس آیت میں نکرہ تحت النفی واقع ہے اِنَّ النَّكِرَةَ اِذَا وَقَعَتْ تَحْتَ النَّفْيِ تُفِيْدُ الْعُمُوْمَ اور جب نکرہ تحت النفی واقع ہو تو عموم کو مفید ہوتا ہے یعنی اللہ اپنے بندہ کے لئے کافی ہے۔ کتنے اولیاء اللہ ایسے ہوئے ہیں جن کی شادیاں ہی نہیں ہوئیں جن میں مظاہر العلوم کے شیخ الحدیث مولانا یونس صاحب موجود ہیں، حضرت بِشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کی شادی بھی نہیں ہوئی تھی، مسلم شریف کے شارح شیخ محی الدین ابوزکریا نووی رحمۃ اللہ علیہ کی شادی نہیں ہوئی تھی اور علامہ تفتازانی کی شادی بھی نہیں ہوئی تھی۔

حلاوتِ ایمانی کی تیسری علامت

تَحَمُّلُ الْمَشَاقِّ فِيْ مَرْضَاةِ اللهِ تَعَالٰى وَ رَسُوْلِهٖ اللہ کے راستہ کی تکالیف اور مشقتوں کو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی فرماں برداری کو اور گناہوں سے بچنے میں تمام مشقتوں کو اُٹھانے کی طاقت پیدا ہو جائے گی۔ یہ حلاوتِ ایمانی روحانی طاقت پیدا کرے گی اور آدمی ہر مشقت خوشی خوشی اُٹھالے گا۔

---

[۱۳] الزمر:۳۶

حلاوتِ ایمانی کی چوتھی علامت

تَجَرُّعُ الْمُرَادَاتُ فِی الْمُصِیْبَاتِ مصیبت میں صبر کرنے کی ہمت آجائے گی۔ لیکن صرف مصیبت میں صبر کرنا کافی نہیں ہے، صبر کی تینوں قسمیں اختیار کرو، صدیقین ہو جاؤ گے، ان شاء اللہ اولیاء صدیقین کا ایمان بن جائے گا۔ صبر کی تین اقسام یہ ہیں۔

نمبر ۱: **اَلصَّبْرُ عَلَی الطَّاعَاتِ** جو عبادت کررہے ہو اس پر مستقیم رہو، اس کو نہ چھوڑو، یہ نہیں کہ کبھی عبادت کرلی کبھی چھوڑ دی۔

نمبر دو: **اَلصَّبْرُ فِی الْمَعْصِیَۃِ** گناہوں سے بچنے کی تکلیف پر صبر کرنا جیسے کسی حسین شکل سے نظر بچائی اور دل میں تکلیف آئی تو اس تکلیف پر صبر کرنا۔

نمبر تین: **اَلصَّبْرُ فِی الْمُصِیْبَۃِ** مصیبت میں ثابت قدم رہو اور سمجھ لو کہ مؤمن کا اس میں ضرور کوئی نہ کوئی فائدہ ہے۔[۱۴]

مقدر پر یقین رکھنے والے کو مکدر نہیں ہونا چاہیے

مفتی محمد حسن امرتسری رحمۃ اللہ علیہ نے حکیم الامّت رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ حضرت! گھر سے خط آیا ہے، بیوی بیمار، بچے بیمار، بہو بیمار، سب بیمار ہیں۔ تو حضرت حکیم الامّت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مفتی صاحب! جب مؤمن کا اعتقاد مقدر پر ہے کہ تقدیر سے سب کچھ ہوتا ہے تو اس کو مکدر ہونے کی کیا ضرورت ہے؟ پھر فرمایا کہ مؤمن کو جب تکلیف آتی ہے تو اس میں چار ہی شکلیں ہو سکتی ہیں، چونکہ حضرت مفتی محمد حسن امرتسری صاحب رحمۃ اللہ علیہ منطقی تھے تو حکیم الامّت رحمۃ اللہ علیہ نے منطقی جواب دیا، فرمایا کہ دیکھو مؤمن کو جو تکلیف آتی ہے اس کی چار صورتیں ہیں۔ میں ساری کائنات کو للکارتا ہوں کہ ان چار شکلوں کے علاوہ کوئی پانچویں شکل نہیں پیش کرسکتا۔ نمبر ایک یہ کہ مؤمن کو سو فیصد تکلیف دے کر اللہ تعالیٰ کوئی فائدہ اٹھالیں، یہ ایک شکل ہوگئی۔ نمبر دو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤمن کو کوئی تکلیف دیں مثلاً ملیریا، بخار، ٹائیفائیڈ، کوئی غم، کوئی صدمہ دے دیں اور اس

---

[۱۴] مرقاۃ المفاتیح: ۶/۲، کتاب الطھارۃ، دار الکتب العلمیۃ بیروت

تکلیف سے پچاس فیصد فائدہ مؤمن کو دیں اور پچاس فیصد فائدہ خود اٹھالیں۔ نمبر تین یہ کہ مؤمن کو تکلیف دینے سے اللہ میاں کو کوئی فائدہ نہ ہو، یہ فعلِ لغو ہے، اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہیں۔ نمبر چار یہ ہے کہ اس تکلیف میں مؤمن کا سو فیصد فائدہ ہو۔

رضا بالقضاء کا مقام

ابو داؤد شریف کی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض بندوں کا درجہ بہت اونچا لکھا ہے مگر ان کا عمل ویسا نہیں ہے جو اس درجہ عالیہ پر پہنچ سکیں تو اللہ تعالیٰ ان کو اولاد کے معاملہ میں کوئی غم دیتے ہیں اور پھر صبر کی طاقت دیتے ہیں، پھر اس مقام بلند کو اللہ تعالیٰ ان کے نام لکھ دیتے ہیں۔

جو ہوا اچھا ہوا بہتر ہوا
وہ جو حسبِ مرضیِ دلبر ہوا

بتایئے! کیسی زبردست تسلی کی تقریر ہے لیکن مصیبت مانگنا جائز نہیں ہے، اللہ تعالیٰ سے تو عافیت ہی مانگیں مگر مصیبت آجائے تو سمجھ لو کہ ہمارا درجہ بلند ہو رہا ہے، اس سے ہمیں کوئی نہ کوئی فائدہ ہو رہا ہے۔ تکالیف میں اور غم میں یہ عقیدہ رکھنا کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارا کوئی فائدہ ہے، اس کا نام رضا بالقضاء ہے اور یہ فرض ہے، ایسا فرض ہے جیسے روزہ، نماز اور حج فرض ہے۔

میرے شیخ شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ مولانا! یہ بتاؤ کہ اخلاص سے بھی کوئی اونچا مقام ہے؟ عرض کیا حضرت! مجھے نہیں معلوم، ہم تو سمجھتے ہیں کہ اخلاص سب سے اونچا مقام ہے۔ تو فرمایا کہ اخلاص سے اونچا مقام رضا بالقضاء ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی پر راضی رہو۔ غم سے دل شکستہ ہوتا ہے اور خدا اسی ٹوٹے ہوئے دل کو اپنا گھر بناتا ہے اور اپنی تجلیات کو اس کے دل کے ذرّہ ذرّہ میں داخل کر دیتا ہے۔ ساری دنیا کے مفسرین نے لکھا ہے کہ کوہِ طور اللہ کی تجلیات کا تحمل نہیں کر سکا تھا اس لیے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا مگر مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کو اللہ نور سے بھر دے، انہوں نے فرمایا کہ

اس میں ایک نکتہ اور بھی ہے کہ طور پہاڑ خدا تعالیٰ کا عاشق تھا، جب اس کی بیرونی سطح پر تجلی نازل ہوئی تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تا کہ خدا کی تجلی میرے اندر بھی آجائے ؎

بر برونِ کوہ چو زد نورِ صمد

پارہ شد تا در درونش ہم زند

جب کوہِ طور کی ظاہری سطح پر اللہ تعالیٰ کی تجلی نازل ہوئی تو طور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تا کہ اللہ کے انوار میرے اندر بھی آجائیں۔ میرے شیخ شاہ عبد الغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ تلاوت کرتے وقت یہ پڑھتے تھے ؎

آجا میری آنکھوں میں، سما جا میرے دل میں

حلاوتِ ایمانی کی پانچویں علامت

اَلرِّضَا بِالْقَضَاءِ فِیْ جَمِیْعِ الْحَالَاتِ بندہ ہر حالت میں اللہ سے راضی رہے۔[۱۵] اسے یہ یقین ہو کہ اس میں ضرور اللہ کی کوئی حکمت ہے۔ دیکھو! اگر غم خراب چیز ہوتی تو اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کو غم نہ دیتا۔ حضرت یونس علیہ السلام کو معراج مچھلی کے پیٹ میں عطا فرمائی، اس وقت حضرت یونس علیہ السلام تین اندھیروں میں تھے، رات کا اندھیرا، پانی کے اندر کا اندھیرا اور مچھلی کے پیٹ کا اندھیرا وَنَادٰی فِی الظُّلُمٰتِ، ظُلُمَاتٌ جمع ہے ظُلْمٌ کی اور عربی کی جمع تین سے شروع ہوتی ہے لہٰذا لفظ ظُلُمٰتٌ کے لئے کم از کم تین اندھیرے لازمی ہیں۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو حکم دیا کہ اے مچھلی! میرا یہ پیغمبر تیری غذا نہیں ہے، اس کو پیسنا مت، اللہ میاں نے مچھلی کے معدہ کی چکی روک دی۔ آہ! مچھلی کے پیٹ میں کیا قدرتِ قاہرہ کا ظہور ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ نے سمندر کی تہہ میں موجود کنکریوں کو حکم دیا کہ تم لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ[۱۶] پڑھو پھر اس مچھلی کو حکم دیا کہ سمندر کی تہہ میں جہاں کنکریاں تسبیح پڑھ

---

[۱۵] مرقاۃ المفاتیح: ۱/۴۷، کتاب الایمان، مکتبۃ امدادیہ ملتان

[۱۶] الانبیآء: ۸۷

رہی ہیں وہاں جاکے بیٹھ جاؤ، جب کنکریوں کی آواز حضرت یونس علیہ السلام کے کانوں میں گئی تو حضرت یونس علیہ السلام سمجھ گئے کہ اللہ تعالیٰ کی منشا یہی ہے اور ان شاء اللہ میں اس وظیفہ سے نجات پاؤں گا، چنانچہ انہوں نے یہی وظیفہ پڑھا اور اللہ پاک نے فرمایا کہ میں قیامت تک اپنے بندوں کو اسی وظیفہ کی برکت سے نجات دیتا رہوں گا۔ لہٰذا جو شخص کسی غم میں مبتلا ہو وہ اوّل آخر گیارہ بار درود شریف پڑھ کر لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ روزانہ ستر دفعہ پڑھے، عربی میں ستر کثرت کے لئے آتا ہے، ان شاء اللہ اس کی برکت سے وہ غم دور ہو جائے گا[۱۷] اور اللہ والوں سے بھی دعا کرائے۔

مؤمن کے لیے مصائب و تکالیف بری چیز نہیں ہیں

دیکھئے! سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی غم آیا کہ نہیں، ایک مہینہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں چولہا نہیں جلا، کھانا نہیں پکا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں کچھ اس قسم کی باتیں ہوئیں جس کے غم سے ایک مہینہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم جن کے صدقہ میں زمین و آسمان، مرغیاں اور پلاؤ ساری دنیا کی نعمتیں ملی ہیں، خود ان کے گھر میں ایک مہینہ تک چولہا نہیں جلا۔ معلوم ہوا غم کوئی بری چیز نہیں ہے، غم اللہ کے دشمنوں کے لئے تو مضر ہے لیکن دوستوں کے لئے ان کی ترقی کا ذریعہ ہے، جتنے بھی انبیاء علیہم السلام آئے اور جتنے اولیاء اللہ پیدا ہوئے ان سب کو غم سے گذارا جاتا ہے تاکہ جب اللہ تعالیٰ اپنے قرب کی عظیم دولت دے تو ان کی خوشی اور غم کا توازن قائم رہے، بندگی کا توازن قائم رہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ فتح کرنے تشریف لائے تو صبح کا وقت تھا، رمضان المبارک کا مہینہ تھا، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعداد دس ہزار تھی اور سورج کی شعاعوں میں ان کی تلواریں چمک رہی تھیں، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور شکر میں اونٹنی کی پیٹھ پر اپنا سینہ مبارک رکھ دیا اور آپ کی ریش مبارک کجاوے سے لگ گئی، کوئی دنیاوی بادشاہ ہوتا تو اکڑ کر آتا لیکن مؤرخین لکھتے ہیں کہ یہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے نبی ہونے کی دلیل ہے۔ اور جب مکہ کے کافروں نے آپ سے

---

[۱۷] روح المعانی: ۸۳/۱۷، دار احیاء التراث بیروت

پوچھا کہ آج آپ ہمارے ساتھ کیا معاملہ کریں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم وہی معاملہ کریں گے جو ہمارے بھائی یوسف (علیہ السلام) نے اپنے بھائیوں کے ساتھ کیا تھا۔ اس لئے دوستو! غم سے مت گھبراؤ، عافیت مانگو، اپنے مسلمان بھائیوں اور دوستوں سے دعا کراؤ کیونکہ ابوداؤد میں ہے کہ اِنَّ اَسْرَعَ الدُّعَاءِ اِجَابَۃً دَعْوَۃُ غَائِبٍ لِغَائِبٍ[۱۸] جو اپنے مسلمان بھائی کے لئے غائبانہ دعا کرتا ہے وہ جلد قبول ہوتی ہے، اور ابوداؤد کی دوسری روایت میں یہ روایت اس طرح ہے کہ قَالَتِ الْمَلَائِکَۃُ آمِیْنَ[۱۹] یعنی جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لئے غائبانہ دعا کرتا ہے تو فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں اور پھر یہ دعا دیتے ہیں کہ وَلَکَ بِالْمِثْلِ اللہ تجھ کو بھی یہی دے دیں۔

مصائب و تکالیف کا علاج

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کافروں کی طرف سے طائف کے بازار میں غم پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ لَقَدْ نَعْلَمُ ہم خوب جانتے ہیں، اللہ کے لئے لَقَدْ کی ضرورت نہیں تھی ان کا نَعْلَمُ کافی ہے لیکن تاکید کا لام اور قَدْ داخل کرکے لَقَدْ نازل فرمایا وَ لَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّکَ یَضِیْقُ صَدْرُکَ بِمَا یَقُوْلُوْنَ[۲۰] اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا سینہ جو غم سے گھٹ رہا ہے اس کو ہم خوب جانتے ہیں۔ ان نالائقوں کے نالائق اقوال سے آپ کو جو غم پہنچ رہا ہے وہ ہم خوب جانتے ہیں۔ اب دیکھئے! اس کا علاج کیا نازل ہورہا ہے، علاج یہ نازل نہیں ہوا کہ ابھی ان سب دشمنوں کو برباد کردیتا ہوں، اپنے پیاروں کے لیے اللہ تعالیٰ کا علاج کیسا ہے، اس سے ہم سب بھی سبق لیں۔

جب کوئی غم آئے تو اس کا علاج کیا ہے؟ اس کا علاج اللہ تعالیٰ اگلی آیت میں بیان فرمارہے ہیں فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَ کُنْ مِّنَ السّٰجِدِیْنَ[۲۱] آپ سبحان اللہ پڑھئے اور اپنے رب کی تعریف بیان کیجئے (جس نے آپ کو نبوت سے نوازا) اور نماز پڑھیے۔

۱۸؎ ابوداؤد: ۲۱۴/۱، باب الدعاء بظہر الغیب، ایچ ایم سعید

۱۹؎ ابوداؤد: ۲۱۵/۱، باب الدعاء بظہر الغیب، ایچ ایم سعید

۲۰؎ الحجر: ۹۷

۲۱؎ الحجر: ۹۸

یہاں جو فَسَبِّحْ کا حکم ہے اس میں کئی راز ہیں، ان میں سے ایک راز اللہ نے میرے قلب کو عطا فرمایا کہ اے میرے نبی! یہ کافر جو آپ کو پاگل اور مجنون کہہ رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس عیب سے پاک ہے کہ کسی پاگل کو نبوت دے۔ ظالمو! تم میری نبوت پر اشکال کرتے ہو، اللہ تعالیٰ کسی پاگل کو، کسی جادوگر کو نبوت نہیں دیتا، کیا جادوگروں کو اور پاگلوں کو پیغمبر بنانا عیب نہیں ہے؟ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ کی تفسیر علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح بخاری میں فرمائی ہے اَیْ سَبِّحِ اللهَ عَنِ النَّقَائِصِ كُلِّهَا وَبِحَمْدِهٖ اَیْ مُشْتَمِلًا بِالْمَحَامِدِ كُلِّهَا یعنی آپ ہماری تمام پاکی بیان کیجئے اور حمد بھی بیان کیجئے کہ آپ پر اللہ نے کتنا بڑا احسان فرمایا کہ آپ کو پیغمبر بنایا۔ وَ كُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ اور نماز پڑھئے۔ یہاں نماز کو سجدہ سے کیوں تعبیر کیا؟ کیونکہ سجدہ میں اللہ کا بہت قرب عطا ہوتا ہے، یہ قرب کا آخری مقام ہے، اس کے آگے زمین ہے، اگر زمین میں خلا ہوتا تو اللہ کے عاشقین اس میں اپنا سر اور دھنسا دیتے، جیسے خواجہ صاحب نے فرمایا؂

دکھاتے ہم تمہیں اپنے تڑپنے کا مزا لیکن
جو دنیا بے زمیں ہوتی جو عالم بے فلک ہوتا

یعنی جب میں اللہ کی محبت میں بے قرار ہو کر تڑپتا ہوا اوپر جاتا ہوں تو آسمان رکاوٹ بنتا ہے اور نیچے آتا ہوں تو زمین رکاوٹ بنتی ہے۔

زبانِ نبوت کی فصاحت و بلاغت

وَ كُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ میں اللہ تعالیٰ نے نماز کو سجدہ سے جو تعبیر کیا ہے اس کا نام ہے تَسْمِیَۃُ الْکُلِّ بِاسْمِ الْجُزْءِ کیونکہ سجدہ نماز کا جزوِ اعظم ہے تو اللہ تعالیٰ نے مجاز مرسل کے طور پر بلاغت کے ساتھ سجدہ کو نماز سے تعبیر کر کے نازل فرمایا ہے۔ آہ! جس یتیم نے کبھی مدرسہ کا منہ نہ دیکھا ہو، کسی استاد سے سبق نہ سیکھا ہو، اس کی زبانِ رسالت سے بلاغت کے یہ مضامین کیا اس کی رسالت کی دلیل نہیں ہیں؟ جس یتیم بچہ پر قرآن پاک پورا نازل نہیں ہوا تھا، صرف اقراء کی سورت نازل ہوئی تو اس سورت کے نازل ہوتے ہی سارے

مذاہب کے کتب خانہ منسوخ ہوگئے، توریت منسوخ، زبور منسوخ، انجیل منسوخ ساری آسمانی کتابیں منسوخ ہوگئیں۔ کسی شاعر نے کتنا عمدہ شعر کہا جو میرے شیخ پڑھا کرتے تھے ؎

یتیمے کہ نا کردہ قرآں درست

کتب خانۂ چند ملت بہ شست

جس یتیم پر ابھی قرآن پورا نازل نہیں ہوا، غارِ حرا میں صرف اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ نازل ہوئی تو اس کے نازل ہوتے ہی ساری آسمانی کتابیں منسوخ ہوگئیں۔ غارِ حرا پر میرا یہ شعر عجیب و غریب ہے ؎

خلوتِ غارِ حرا سے ہے طلوعِ خورشید

کیا سمجھتے ہو تم اے دوستو! ویرانوں کو

یعنی نبوت کا آفتاب غارِ حرا کی خلوت سے طلوع ہوا۔ جس ویرانہ میں مالک کا نام لیا جائے وہ تمام آبادیوں پر فخر کرتا ہے۔

وَ کُنۡ مِّنَ السّٰجِدِیۡنَ میں نماز کو سجدہ سے جو تعبیر کیا ہے اس کو بلاغت میں مجاز مرسل کہتے ہیں یعنی جزو کا نام لے کر کل مراد لیا جائے۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں مجاز مرسل کیوں استعمال فرمایا؟ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دل غم زدہ تھا اور سجدہ میں قرب زیادہ عطا ہوتا ہے، گویا کہ اللہ تعالیٰ یہ فرمارہے ہیں کہ جب آپ کو کوئی غم آئے تو میری چوکھٹ پر سر رکھ دیں۔ جیسے ابا کہے کہ بیٹا! تم کو محلہ میں کوئی ستائے تو میری گود میں آجایا کرو۔ آہ! اللہ تعالیٰ کی رحمت کی گود میں آجاؤ یعنی نماز شروع کردو۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے وَ ارۡکَعُوۡا مَعَ الرّٰکِعِیۡنَ نازل فرمایا، رکوع سے مراد یہاں بھی نماز ہے، اللہ تعالیٰ نے یہاں بھی مجاز مرسل استعمال کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاز مرسل کی بلاغت استعمال کرنا کہاں سے سیکھا؟ کیا اس وقت کوئی مختصر المعانی تھی؟ کیا آپ مجاز مرسل سیکھنے کسی استاد کے پاس گئے تھے؟ بس یہی دلیل ہے کہ یہ کلام اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، اگر یہ اللہ کا کلام نہ ہوتا تو سب سے پہلے عرب اس کا انکار کرتے کیونکہ ان کی زبان عربی ہے لیکن دنیا میں عرب والے جتنا قرآن پڑھتے ہیں اتنا عجم والے نہیں پڑھتے، آپ جا کر

حرم میں دیکھ لیں، جو عرب بھی مسجد میں آئے گا فوراً قرآن شریف پڑھنا شروع کر دے گا، جیسے اگر قرآن اردو میں نازل ہوتا تو اگر وہ الہامی نہیں ہوتا اور اس میں اردو زبان کی کمزوریاں ہوتیں تو لکھنؤ اور دہلی والے کہتے کہ ہم اسے آسمانی کتاب نہیں مانتے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سچا نبی ہونے کی اور قرآنِ پاک کے سچا کلام ہونے کی یہی دلیل ہے کہ عرب ہم سے زیادہ تلاوت کرتے ہیں، جن کی مادری زبان عربی ہے۔

یہاں وَارْكَعُوْا اس لیے نازل فرمایا کیونکہ اور نبیوں کے زمانے میں رکوع فرض نہیں تھا، اللہ تعالیٰ نے کسی پیغمبر کو، کسی امت کو رکوع نہیں دیا تھا، ان کی نمازوں میں رکوع تھا ہی نہیں۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو رکوع عطا فرمایا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہاں رکوع کو نماز سے تعبیر کیا تاکہ نماز پڑھنے والوں کو اس امتیازی شرف پر شکر کی توفیق ہو۔ [۲۲]

اسبابِ غم کو خوشی میں تبدیل کرنے کی قدرتِ الٰہیہ

ایک مرتبہ میرے شیخِ ثانی مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ آج اختر کا بیان کراؤ، تو میں نے بیان میں مثنوی کا یہ شعر پڑھا؎

گر او خواہد عین غم شادی شود

عین بند پائے آزادی شود

جب اللہ چاہتا ہے تو غم کی ذات کو خوشی بناتا ہے، غم کو ہٹاتا نہیں، دنیا والے پہلے اسبابِ غم ہٹاتے ہیں پھر خوشی کے اسباب لاتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت ایسی ہے کہ خود غم کی ذات کو خوشی بنا سکتا ہے، اللہ اگر چاہتا ہے تو غم کی ذات کو خوشی بنا دیتا ہے اور قید کو آزادی بنا دیتا ہے۔

جو غم مولیٰ کی طرف سے آئے، اس غم میں کیا کیا راز ہوتے ہیں کچھ نہ پوچھو۔ حضرت ایوب علیہ السلام کو جب بیماری سے شفا ہوگئی تو اللہ نے پوچھا کہ اے ایوب! تم بیماری کی حالت میں زیادہ خوش تھے یا اب زیادہ خوش ہو؟ تو عرض کیا کہ اے اللہ! میں نعمتِ صحت

۲۲؎ روح المعانی:۱/۲۴۷، دار احیاء التراث بیروت

پر آپ کا بہت شکر ادا کرتا ہوں مگر ایک مزا آج کل نہیں آرہا ہے۔ اللہ نے پوچھا وہ کیا مزا ہے؟ عرض کیا کہ جب صبح کو آپ مجھ سے پوچھتے تھے اے ایوب! مزاج کیسا ہے اور شام کو پوچھتے تھے کہ ایوب! مزاج کیسا ہے؟ تو آپ کی صبح کی مزاج پرسی کا مزا شام تک اور شام کی مزاج پرسی کا مزا رات بھر رہتا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ جب اپنے بندوں کا امتحان لیتے ہیں تو اپنی محبت کا نشہ بڑھا دیتے ہیں جس سے وہ پرچہ آسان ہو جاتا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو جب اللہ تعالیٰ نے قید خانہ میں ڈالا تو جیسے ہی حضرت یوسف علیہ السلام نے قید خانہ میں قدم رکھا تو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

آں چنانش انس و مستی داد حق
کہ نہ زنداں یادش آمد نے غسق

اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنی محبت کا ایسا فیضان ڈالا اور ایسی کیفیت پیدا کر دی کہ نہ تو قید خانہ یاد رہا نہ قید خانہ کی تاریکی یاد رہی، اس طرح اللہ نے ان کا قرب بڑھا دیا۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا کوئی درجہ بڑھاتے ہیں تو غم تو ہوتا ہے مگر اس غم میں بے شمار رحمتوں کا پیار بھی ہوتا ہے، جیسے کسی نے نظر بچائی تو دل میں غم آیا، مگر اس غم زدہ دل کا اللہ پیار بھی لیتا ہے۔

آپ بتائیے! آپ کا کوئی بچہ ہو جسے پیچش لگی ہو اور آپ اسے منع کر رہے ہوں کہ دیکھو کباب مت کھانا اور بچہ رو رہا ہو تو بچہ کو ماں باپ گود میں اٹھالیتے ہیں اور پیار کرتے ہیں۔ جو بندے اپنی نظر کی حفاظت کرتے ہیں اللہ ان کے جسم کو تو نہیں اٹھاتا ورنہ ساری دنیا دیکھ لے گی لیکن اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو پیار کرتا ہے۔ جب بندہ اپنے دل میں حلاوتِ ایمانی پاتا ہے تو اسے پتہ چل جاتا ہے کہ اللہ نے میرے دل کو پیار کر لیا۔

اللہ تعالیٰ کی دوستی کی پہلی علامت

اب میں ایک خاص بات بتارہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی دوستی کی علامت کیا ہے؟ کیسے معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ اس شخص سے محبت اور دوستی کا تعلق رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی ولایت اور دوستی کی کیا علامت ہے؟ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مِنْ اَمَارَاةِ وِلَایَتِہٖ اَنْ یَرْزُقَہٗ مَوَدَّۃً فِیْ قُلُوْبِ الْاَوْلِیَاءِ اللہ تعالیٰ کی ولایت کی علامتوں میں

سے ہے کہ جس کو وہ اپنا دوست بناتے ہیں اس کی محبت اس زمانہ کے اولیاء کے دلوں میں ڈال دیتے ہیں، لہٰذا جس سے اہل اللہ محبت کریں تو سمجھ لو کہ یہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا فیضان ہے، اس پر شکر ادا کرنا چاہیئے، خوش ہونا چاہیئے۔ فَاِنَّ اللّٰہَ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِ الْاَوْلِیَاءِ فِیْ کُلِّ وَقْتٍ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص دوستوں کے دلوں کی طرف ہر وقت نظرِ رحمت سے دیکھتے رہتے ہیں۔ [۲۳]

اللہ تعالیٰ کی دوستی کی دوسری علامت

اللہ تعالیٰ کی دوستی کی دوسری علامت کیا ہے؟ اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ [۲۴] اللہ تعالیٰ جس بندہ کو اپنی دوستی کے لیے منتخب فرماتے ہیں اسے گناہوں کے اندھیروں سے نکال کر نیکیوں کے نور میں لے آتے ہیں یعنی وہ بندہ گناہ پر قائم نہیں رہ سکتا، خطا تو ہوسکتی ہے کیونکہ نبی تو نہیں ہے لیکن اس کو استقامت علی المعصیۃ نہیں ہوگی، پس جو شخص معصیت پر مستقیم رہے اور گناہ کو اپنی غذا بنالے تو سمجھ لو کہ یہ شخص اللہ تعالیٰ کی ولایت سے محروم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یُخْرِجُھُمْ مضارع سے نازل فرمایا جس میں حال اور استقبال دونوں زمانے ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ موجودہ حالت میں بھی گناہوں سے نکالتا ہے اور آئندہ بھی نکالتا رہے گا۔ اللہ میاں نے امید دِلا دی کہ ہم جن سے دوستی رکھتے ہیں وہ اطمینان رکھیں، مستقبل میں بھی وہ ہم سے گم نہیں ہوسکتے، ہم اسے تلاش کرلیں گے، یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ہم ان کو اندھیروں میں تلاش کرلیں گے اور پھر توفیق توبہ دے کر اجالے میں لے آئیں گے۔

اللہ تعالیٰ کی دوستی کی تیسری علامت

اور تیسری علامت یہ ہے اِنْ مَرَّ وَلِیٌّ مِنْ اَوْلِیَاءِ اللّٰہِ تَعَالٰی شَانُہٗ بِبَلْدَۃٍ لَنَالَ بَرَکَۃَ مُرُوْرِہٖ اَھْلُ تِلْکَ الْبَلْدَۃِ [۲۵] اگر اللہ والے کسی شہر سے گذرتے ہیں اور اس شہر میں ان کو قیام کا وقت نہ ملے تب بھی اس شہر والے ان کے گذرنے کی برکتوں سے

۲۳؎ مرقاۃ المفاتیح: ۵/۱۹۱، باب اسماء اللہ تعالیٰ، دار الکتب العلمیۃ بیروت

۲۴؎ البقرۃ: ۲۵۷

۲۵؎ مرقاۃ المفاتیح: ۵/۱۹۱، باب اسماء اللہ تعالیٰ، دار الکتب العلمیۃ بیروت

محروم نہیں رہیں گے۔ اگرچہ وہاں کے لوگوں کو معلوم بھی نہ ہو کہ آج کوئی ولی اللہ یہاں سے گذرا ہے پھر بھی اللہ والوں کے قلب میں جو نورِ ولایت ہوتا ہے اس کا عکس شہر والوں پر پڑ جائے گا اور ان کے دلوں کو کسی نہ کسی نیکی کی توفیق ہو جائے گی۔

یہ ہے تیرے قدموں کے نشانات کا عالم
کیا ہوگا تیری دید کی لذات کا عالم

جب حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کو پتا نہیں تھا، مگر ان کو اپنے قلب میں اندھیرا سا محسوس ہوا، انہوں نے کہا کہ لگتا ہے حضرت کا انتقال ہو گیا اور وہ وقت نوٹ کر لیا تو جو وقت نوٹ کیا تھا پتا چلا کہ بالکل اسی وقت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تھا۔ معلوم ہوا کہ اللہ والے آفتاب ہوتے ہیں، جس طرح سورج ڈوبنے سے اندھیرا ہو جاتا ہے جس سے پتا چل جاتا ہے کہ اب سورج نہیں رہا، تو اللہ والوں کے انتقال سے بھی جو اہل اللہ ہیں، اہل نسبت ہیں اور اہلِ نور ہیں ان کو پتا چل جاتا ہے کہ کسی ولی اللہ کا انتقال ہو گیا، چاہے ان کو علم ہو یا نہ ہو، ان کو گھبراہٹ ہو جائے گی، دل میں پریشانی آجائے گی۔

یہ ایک مضمون بیان ہو گیا۔ حدیث پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایک مضمون کو سیکھ لینا ایک ہزار رکعت سے افضل ہے۔ میں آج کل دونوں حرم میں یہی کمائی کر رہا ہوں کیونکہ ہزار رکعات پڑھنے کی طاقت نہیں ہے، کمزور ہوں لہٰذا کوشش کرتا ہوں کہ کوئی نہ کوئی مضمون بیان کر کے ایک ہزار رکعات کا ثواب اعمال نامہ میں لکھوا لیا جائے اور میرے احباب کا بھی اس میں حصہ لگ جائے۔ بتائیے! آپ سب لوگ اتنی نفلیں پڑھ سکتے ہیں؟ یہ عقل کی اور دین کی سمجھداری کی بات ہے، جو بے وقوف لوگ ہیں وہ اپنی نفلی عبادت میں لگے ہوئے ہیں اور بزرگوں سے اور ان کے غلاموں کی صحبت سے استغناء برتتے ہیں۔ آخر ہم بھی تو اتنی دور سے چل کے آئے ہیں۔

صحبت ایسی چیز ہے کہ سارے صحابہ کو ہجرت کا حکم ہو گیا کہ جہاں میرا نبی جائے وہاں تم بھی جاؤ۔ صحبت اتنی بڑی چیز ہے کہ دیسی آم جو قیمت میں معمولی اور ذائقہ میں کھٹا ہوتا ہے اگر لنگڑے آم سے اس کی قلم لگ جائے، وہ کچھ دن خاموشی سے لنگڑے آم سے

پیوند لگالے تو کچھ دن بعد وہ دیسی آم لنگڑا آدم بن جائے گا۔ میرے شیخ شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ جب کسی دیسی دل یعنی غفلت کے مارے دل کو اللہ والوں کے دل سے تعلق ہو جاتا ہے تو ان کا دیسی دل، غفلت کا مارا دل لنگڑا نہیں بنتا تگڑا بن جاتا ہے۔

قرآن وحدیث میں حفاظت نظر کے احکام

دونوں حرم بین الاقوامی شہر ہیں، مکہ مکرمہ اللہ تعالیٰ کا شہر ہے اور مدینہ منورہ اللہ تعالیٰ کا بھی شہر ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی شہر ہے، نظر کی حفاظت جس طرح سارے عالم میں فرض ہے تو ان دونوں شہروں میں بدرجہ اولیٰ فرض ہے۔ اب بدنظری کے بارے میں قرآن اور حدیث کے احکام بھی سن لیجیے۔ نمبر ایک: یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ[۲٦] قرآن پاک کا حکم ہے کہ اپنی نگاہوں کو نیچی رکھیں۔ نمبر دو: بخاری شریف کی حدیث ہے زِنَا الْعَیْنِ النَّظْرُ آنکھ سے کسی غیر عورت کو دیکھ لینا یہ آنکھوں کا زِنا ہے، اس جملۂ خبریہ میں انشائیہ پوشیدہ ہے یعنی خالی خبر دینا مقصود نہیں ہے کہ بدنظری آنکھوں کا زِنا ہے، محض جملہ خبریہ مقصود نہیں ہے، یہاں جملہ انشائیہ مقصود ہے یعنی بدنظری سے بچو، یہاں اِتَّقُوْا پوشیدہ ہے کہ نظر کو بچاؤ۔ نمبر تین: سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا ہے لَعَنَ اللّٰهُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَیْهِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ! بدنظری کرنے والے پر لعنت فرما اور اس پر بھی لعنت فرما جو اپنے آپ کو بنا سنوار کر بدنظری کے لیے پیش کرے۔

اب دعا کرلو کہ اللہ تعالیٰ ہماری آہ و فغاں کو قبول فرمائے اور ہم سب کو اپنے دوستوں کا دردِ دل عطا فرمائے اور اللہ ہمیں نظر کی حفاظت کی ہمت اور توفیق عطا فرمائے۔ اے خدا! مرنے والی اور سڑنے والی لاشوں کے چکروں سے ہمارے قلوب اور ارواح کو پاک فرما اور ہمارے ہر غم کو خوشیوں سے بدل دے، ہمارے ہر گناہ کے ذوق کو نیکیوں کے ذوق سے تبدیل فرما دے، اپنے اولیاء اور اپنے دوستوں کے سینے کو آپ جو کچھ عطا فرماتے ہیں ہم سب گنہگاروں کے گناہوں کو معاف کر کے ہمارے سینوں کو بھی وہ نعمتیں عطا فرما دے، ہماری مشکلات کو آسان فرما دے، ہمارے رزق میں برکت دے دے اور ہماری عبادتوں کو

---

۲٦ النور:۳۰

قبول فرمالے، ہم سب کے عمرہ کو قبول فرمالے اور ہم میں سے جو کسی غم میں مبتلا ہیں، اللہ ان کے غموں کو خوشیوں سے بدل دے۔

اللہ تعالیٰ اختر کو، اس کی ذُرِّیات کو اور میرے احباب کو سب کو اولیاء صدیقین کی آخری سرحد تک پہنچادے اور ہم سب کو صحت نصیب فرما، صحتِ جسمانی بھی نصیب فرما اور صحتِ روحانی بھی نصیب فرما اور آپ لوگوں سے دعا کی گذارش ہے کہ اللہ تعالیٰ اختر کو صحتِ کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائیں، اختر کو اور جتنے عمرہ کرنے والے ہیں یا کریم! سب کا عمرہ اپنے کرم سے قبول فرما اور ہمارے گھر والوں کو وہاں اور ہم سب کو یہاں خیر و عافیت سے رکھئے، آپ ہی ہمارے مولیٰ ہیں، یہاں بھی اور وطن میں بھی لہٰذا اے دو جہاں کے مالک اپنی رحمت سے ہم سب کو دونوں جہاں عطا فرمادے۔

میرے شیخ مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے مجھے سکھایا ہے کہ میں اس طرح دعا کرتا ہوں، آپ سب بھی میرے شیخ کی دعا کا طریقہ سیکھ لو، اختر ان کی نقل کررہا ہے کہ اے اللہ! جن لوگوں نے ہم سے دعاؤں کی فرمائش کی، یا جن لوگوں نے دعاؤں کے لئے خط لکھا اور وہ خط ہم کو نہیں ملا، یا ہم نے ان سے دعاؤں کا وعدہ کیا یا وہ ہم سے دعاؤں کی امید رکھتے ہیں تو اے اللہ! ان سب کو اور ہم کو، ہماری اولاد کو، ہمارے سب احباب کو اور جن لوگوں نے دعاؤں کے لئے نہیں بھی کہا ان کو بھی عافیتِ دارین عطا فرما اور دونوں جہاں کی نعمتوں سے مالا مال فرما۔ اے مالک ہم سب آپ سے دونوں جہاں کی نعمتوں کی بھیک مانگتے ہیں، ہم سب کو اولیائے صالحین اور صدیقین بنادے، آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ذُوْالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَا حَیُّ يَا قَيُّوْمُ [۲۷]

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ

---

[۲۷] اخرجه ابوداؤد: برقم ۱۴۹۵، مطبوعة بيت الافكار الدولية

اس وعظ سے کامل نفع حاصل کرنے کے لیے یہ دستور العمل کیمیا اثر رکھتا ہے

دستور العمل

حکیم الامّت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

وہ دستور العمل جو دل پر سے پردے اٹھاتا ہے، جس کے چند اجزاء ہیں، ایک تو کتابیں دیکھنا یا سننا۔ دوسرے مسائل دریافت کرتے رہنا۔ تیسرے اہل اللہ کے پاس آنا جانا اور اگر ان کی خدمت میں آمد و رفت نہ ہو سکے تو بجائے ان کی صحبت کے ایسے بزرگوں کی حکایات و ملفوظات ہی کا مطالعہ کر و یا سن لیا کرو اور اگر تھوڑی دیر ذکر اللہ بھی کر لیا کرو تو یہ اصلاح قلب میں بہت ہی معین ہے اور اسی ذکر کے وقت میں سے کچھ وقت محاسبہ کے لئے نکال لو جس میں اپنے نفس سے اس طرح باتیں کرو کہ:

”اے نفس ایک دن دنیا سے جانا ہے۔ موت بھی آنے والی ہے۔ اُس وقت یہ سب مال و دولت یہیں رہ جائے گا۔ بیوی بچے سب تجھے چھوڑ دیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ سے واسطہ پڑے گا۔ اگر تیرے پاس نیک اعمال زیادہ ہوئے تو بخشا جائے گا اور گناہ زیادہ ہوئے تو جہنم کا عذاب بھگتنا پڑے گا جو برداشت کے قابل نہیں ہے۔ اس لئے تو اپنے انجام کو سوچ اور آخرت کے لئے کچھ سامان کر۔ عمر بڑی قیمتی دولت ہے۔ اس کو فضول رائیگاں مت برباد کر۔ مرنے کے بعد تو اُس کی تمنا کرے گا کہ کاش میں کچھ نیک عمل کر لوں جس سے مغفرت ہو جائے۔ مگر اس وقت تجھے یہ حسرت مفید نہ ہو گی۔ پس زندگی کو غنیمت سمجھ کر اس وقت اپنی مغفرت کا سامان کر لے۔“

پُرسکون زندگی گزاریں!
اللہ تعالیٰ نے دونوں جہاں میں چین ، سکون اور اطمینان صرف اپنے دین میں رکھا ہے۔ آپ بھی سکون اور اطمینان والی زندگی گزار سکتے ہیں۔
خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی میں روزانہ مختلف اوقات میں مجالس ہوتی ہیں۔ الحمدللہ! ان مجالس کی برکت سے لاکھوں بھٹکے ہوئے انسان سکون اور اطمینان کی زندگی گزار رہے ہیں۔ آپ بھی ان بابرکت مجالس میں شرکت کرسکتے ہیں۔
اتوار کو صبح ۱۱ بجے اور پیر کو نمازِ مغرب کے بعد خصوصی مجالس ہوتی ہیں، جن میں خواتین کے لیے پردے کے ساتھ علیحدہ جگہ مجلس سننے کا انتظام ہے۔
مجالس کے بارے میں مزید معلومات، نیز اپنے تمام مسائل کے شرعی حل کے لیے ان نمبروں پر رابطہ کیا جاسکتا ہے:
34975758،34975658،34975221

آج کے اس دور میں جبکہ دین کے نام پر نت نئے فتنہ وفساد عام کیے جا رہے ہیں علمِ شریعت کی روشنی میں راہِ اعتدال پر چلنے اور رہنمائی کرنے والوں کی شناخت گو مشکل کام ضرور ہوگیا ہے لیکن ناممکن نہیں ہے۔ آج بھی اللہ کے ایسے اولیاء موجود ہیں جو فسق کو مولیٰ کے عشق سے بدل رہے ہیں، فاسقِ لیلیٰ کو عاشقِ مولیٰ بنا رہے ہیں۔

عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شمار بھی اپنے وقت کے اکابر اولیاء میں ہوتا ہے۔ حضرتِ اقدس کی ذاتِ بابرکات کی صحبتوں سے لاکھوں انسانوں کی زندگیوں میں مثبت تبدیلیاں واقع ہوئیں۔

حضرتِ اقدس نے اپنے اس وعظ "علاماتِ ولایت" میں ولی کامل کی کچھ علامات بیان فرمائی ہیں جو اولیاء کرام کو پہچاننے میں نہایت مددگار ثابت ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ اس وعظ میں قرآن وسنت سے ثابت ان نیک اعمال اور تقویٰ کی ترغیب بھی دی گئی ہے جن کو اختیار کرکے ہر مسلمان اللہ کا دوست اور ولی بن سکتا ہے۔